

کے بعد اور دیگر کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے البتہ پہلا نام لکھتے ہوئے سرنام پہلے لکھیں

3- اُردو اور عربی میں عام طور پر طویل القابات کا رواج ہے۔ لیکن حواشی میں اس کو نظر انداز کرنا بہتر ہے تاہم اگر مصنف / مؤلف کی شہرت کسی خاص لائق / سابقہ / کنیت / لقب کی وجہ سے ہے تو اس کے ساتھ اس اصل غیر معروف نام کو بین القوسین درج کیا جائے مثلاً: ابن اثیر (عز الدین علی بن محمد)

4- اگر کسی ایسی کتاب سے مدد لی گئی ہے جس میں مختلف محققین / مضمون نگاروں کے مضامین شامل ہیں اور کسی شخص نے ان مضامین کی ترتیب، تہذیب اور تدوین کی ہے تو اس کا حوالہ دیتے وقت مضمون نگار کا نام لکھتے، پہلے سرنیم یعنی نام کا آخری حصہ لکھیں، اس کے بعد اس کے مضمون کا عنوان اور پھر مجموعہ کا عنوان اور اس کے مدون کا ذکر کرنا چاہیئے۔ مثلاً:

کوثر ڈاکٹر انعام الحق، نصابی کتب کی فنی تدوین، اُردو میں فنی تدوین، تہذیب و ترتیب: ڈاکٹر ایم ایس ناز، ادارہ تحقیقات اسلامی و مقتدرہ قومی زبان ۱۹۹۱ء، ص ۹۸ تا ۱۱۰۔

(اس کا مطلب ہے ایم ایس ناز کی زیر تہذیب مدون کتاب اردو میں فنی تدوین میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کا مضمون بعنوان نصابی کتب کی فنی تدوین شامل ہے)

5- اگر کسی مجلے سے مضمون کا حوالہ دینا ہے تو اس کے لئے بھی نمبر 4 کے تحت مذکورہ طریقہ اختیار کیا جانا چاہیئے۔ مجلہ کا نمبر اشاعت اور ماہ و سال اشاعت کا ذکر ضروری ہے۔ جلد کے لئے ج اور شمارہ کے لئے ش بطور مخفف استعمال کیا جائے۔ مثلاً:

شامزئی، مفتی نظام الدین، فن اسماء رجال مسلمانوں کا عظیم کارنامہ، ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک، ج ۲۸، شمارہ ۲، نومبر ۱۹۹۲ء، ص ۳۸ تا ۳۹

(اس کا مطلب ہے ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک جلد ۲۸، شمارہ ۲، نومبر ۱۹۹۲ء میں مفتی نظام الدین شامزئی کا مضمون بعنوان: فن اسماء رجال مسلمانوں کا عظیم کارنامہ۔)

6- اگر ایک ہی ماخذ سے بار بار استفادہ کیا گیا ہو تو پہلے حوالے میں اس کا مکمل ذکر ضروری ہے تاہم بعد کے حوالہ جات میں صرف مصنف / مؤلف اور کتاب کا نام کافی ہے یہی طریقہ مجلہ میں شائع شدہ مضمون کے سلسلہ میں اختیار کیا جانا چاہئے۔ یہ طریقہ س لئے مناسب ہے کہ اس طرح ایک توقاری

کو بار بار پہلے دیئے گئے حوالے کی طرف رجوع نہیں کرنا پڑتا دوسرے اگر ایک ہی مصنف/مؤلف کے ایک سے زیادہ مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے تو قارئین کو ان کے درمیان ابہام سے بچایا جاسکتا ہے مثلاً:

دریا آبادی، مولانا عبدالماجد، سیرت نبوی قرآنی، ص ۱۸۲۔

ایک ہی مآخذ کے مسلسل حوالوں کے اندراج میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ مزید آسانی کے لیے مصنف کا فقط سرنیم بھی استعمال کیا جاسکتا ہے مثلاً:

دریا آبادی، سیرت نبوی قرآنی، ص ۲۵

بعض محققین اس قسم کی صورت میں بعد کے حوالہ جات کے لئے کتاب کے عنوان کے ذکر کے بجائے مصدر بالا/مصدر مذکور کے الفاظ کا اندراج بھی کرتے ہیں۔

7- قرآن پاک کا حوالہ دیتے وقت سورت کا نام اور آیت نمبر دینا ضروری ہے۔ دونوں کے درمیان سکتہ (comma) آنا چاہیے فقط سورت کا نام اور آیت نمبر بھی لکھا جاسکتا ہے

مثلاً: القرآن الکریم، البقرة، ۱۸

اس میں صفحہ نمبر یا مطبع دینے کی ضرورت نہیں دیگر مقدس کتب کے بارے میں بھی اسی قسم کا طریقہ اختیار کیا جانا چاہئے یعنی صفحہ یا مطبع کا ذکر کرنے کے بجائے محض باب وغیرہ کا اندراج کیا جائے۔

8- احادیث کے کسی مجموعے سے حوالہ دیتے وقت مؤلف/مدون کا نام یا سرنیم، اس کے بعد مجموعے کا نام اور پھر متعلقہ حدیث کا باب، فصل وغیرہ کا اندراج کیا جائے مثلاً:

امام مسلم (مسلم بن حجاج)، الجامع الصحیح، مکتبہ الغزالی، دمشق، سال اشاعت نامعلوم، ج ۸، ص ۵۱، کتاب الزکوٰۃ۔

احادیث کے بعض جدید مطبوعہ مجموعوں میں ہر حدیث کے ساتھ نمبر کا اندراج کیا جاتا ہے۔ اگر مضمون نگار کے پاس اس قسم کا ایڈیشن موجود ہے تو دیگر معلومات کے ساتھ فقط مصنف کا مکمل نام یا سرنیم پھر کتاب کا نام اس کے بعد باب اور فصل کا عنوان پھر حدیث نمبر دے دینا بھی کافی ہوگا۔

9- فقہی مسائل میں کتب کا حوالہ دیتے وقت مسئلہ زیر بحث کے ساتھ متعلقہ کتاب، باب اور فصل کا حوالہ قاری کے لئے مزید سہولت فراہم کرتا ہے۔ اس لئے اس کے اندراج کا اہتمام کیا جانا

چاہئے مثلاً:

ابن نجیم (الشیخ زین الدین)، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، مكتبة رشيديه كوئٹہ، سال اشاعت نامعلوم، ج ۱، ص ۲۸۸، كتاب الصلوة، باب الاذان۔

10- تاریخ سے متعلق مآخذ سے بھی حوالہ دیتے وقت مطبع اور سال اشاعت کے علاوہ زیر بحث

عنوان کے الفاظ کے تحت مزید وضاحتی معلومات کے اندراج کا اہتمام کیا جانا چاہئے مثلاً:

ابن جریر طبری (محمد بن جعفر بن محمد) تاریخ الامم والملوک، مطبعة حسينية مصر، سال اشاعت نامعلوم، ج ۵، ص ۲۳، زیر عنوان:

ذکر سبب مہلک زیاد بن سمیة، وقائع سنة ثلاث وخمسين۔

11- لغت یا کسی موسوعہ (Encyclopaedia) کا حوالہ دیتے وقت صفحہ اور ایڈیشن کا ذکر ضروری

نہیں اگر دیا جائے تو بہتر ہے موسوعہ کی صورت میں اسکے ٹائٹیل (title) اور مضمون کے عنوان اور مصنف کے بارے میں معلومات دینا ضروری ہیں۔ لغات سے استفادہ کی صورت میں اس کے مصنف / مدون اور لفظ کے مادہ کا ذکر کافی ہے۔ مثلاً عبد القیوم، جرش، اردو دائرۃ معارف اسلامیہ۔

(یعنی اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں جرش کے عنوان کے تحت عبد القیوم کا تحریر کردہ مضمون)

بلیاوی، مولانا عبد الحفیظ، مصباح اللغات، مادہ عَنَق۔

12- اگر کسی ایم اے / ایم فل / پی ایچ ڈی کے غیر مطبوعہ مقالہ کا حوالہ دینا ہے تو اس میں مقالہ نگار کا نام، مقالے کا عنوان شعبہ اور یونیورسٹی کا ذکر جس ادارہ کے تحت اس مقالہ کو مکمل کیا گیا ہے اور مقالہ کی تکمیل کے سال کا ذکر ضروری ہے مثلاً:

مبارک شاہ، سید، دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور اس پر ناقدانہ نظر (ایم فل مقالہ) شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی، ۱۹۹۶۔

13- مخطوط کا حوالہ دیتے وقت اس کے مصنف / مؤلف کا نام، مخطوط کا ٹائٹل اور جہاں پر وہ

موجود ہے اس لائبریری یا مکتبہ کا نام اور مخطوط کے نمبر کا اندراج کرنا ضروری ہے۔ مثلاً:

البیرونی (ابوالیمن محمد بن عبدالرحمن) الدر المنتخب فی تاریخ، مملکت حلب، عمادہ شہون المکتبات مدینۃ المنورۃ، نمبر ۱۵۹۔

14- اگر کسی رائے کو متعدد کتب سے اخذ کیا گیا ہو تو ان کا بھی مکمل حوالہ دینا ہوگا لیکن حوالہ سے پہلے ”دیکھیں“ / ”مزید تفصیل“ کے لئے دیکھیں کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے گا۔ مثلاً: دیکھیں / مزید تفصیل کے لئے دیکھیں

N.J. Coulson, A History of Islamic law, Edinburgh University Press. P-150.

مجلہ علوم اسلامیہ کے اسکالر زوقارمین کے لیے اہم اطلاع

۲۰۰۹ء سے محرم تا جمادی الثانی مطابق جنوری تا جون کا شمارہ سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوگا۔ رجب تا ذی الحج مطابق جولائی تا دسمبر۔ عام موضوعات پر مشتمل ہوگا۔ لہذا مضامین سیرت جنوری تک عام مضامین جولائی تک موصول ہو جانے چاہئے۔ مضمون کسی دوسرے رسالہ اخبار وغیرہ میں شائع ہوا ہو تو آگاہ کر دیں۔ ہر شخص اپنا مضمون شائع کروا سکتا ہے البتہ مضمون ۱۰ تا ۲۰ صفحات پر مشتمل ہو۔ مضمون کمپوز شدہ یا کاغذ کے ایک سائڈ صاف ستھرا لکھا ہو۔ متن کا سائز 7+ 4 Font سائز 14 عنوان کا سائز 24 ذیلی عنوان کا سائز 17 ہو مقالہ کا ایک پرنٹ اور فلاپی یا سی ڈی بھی ارسال فرمادیں اسے میل بھی کیا جاسکتا ہے۔ ”علوم اسلامیہ“ کا مضمون یا اس کا کوئی حصہ شائع کرنا چاہیں تو مجلہ اور اس کا نمبر و تاریخ کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

اگر آپ ”علوم اسلامیہ“ کے مستقل مضمون نگار / مقالہ نگار بن سکتے ہیں تو ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ مضامین اردو، عربی، انگریزی اور سندھی زبان میں تحریر کئے جاسکتے ہیں۔ علوم اسلامیہ دنیا بھر کی لائبریریوں تحقیقی مراکز اور عام قارئین کو پیش کیا جاتا ہے۔

اساتذہ کرام اہل علم و تحقیق سے گزارش ہے کہ وہ ”علوم اسلامیہ“ کی کامیابی کے لئے ہمارے ساتھ ہر ممکن تعاون فرمائیں جزاک اللہ خیر اافی الدنیا والآخرۃ

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

چیف ایڈیٹر

عورتن جا مالي حق اسلامي تعليمات ۽

سند ۾ رائج مذهبن ۽ رسمن جي حوالي سان

ڊاڪٽر زرينا قاضي

پنوعاقل

ABSTRACT

Dr. Zarina Qazi

This article consist about the financial rights of women According to Islamic education and religious culture and Customs of Sindh According to Islamic Law women had right to take part in business and employment ,inheritance and marriage portion. She will be fully authorized in her income and property .constitutional law of Pakistan also allowed same right, but there were no such right to women in sindh's ancient religious culture and customs. women had not allowed to run her business, No such right by provide by society to her. As the women is respected everywhere in all religious but Islam raised the women from the status of toy o right rank

عورتن جي مالي حقن جي حوالي سان اسلامي تعليمات ۽ سنڌ ۾ رائج رسمون

تمدني ترقي جي لاءِ معاشي خوشحالي ۽ استحڪام ڪرڻگهي جي هڏي جي حيثيت رکن ٿيون. ماڻهو ۽ معاشرو معاشي خوشحالي سبب ئي پنهنجي حيثيت رکي سگهن ٿا اسلام جتي مردن کي معاشي ۽ اقتصادي ميدانن ۾ دولت جي حصول جي جدوجهد ڪري تمدني ترقي ۾ حصي وٺڻ جا موقعا مهيا ڪيا آهن اتي عورتن کي به معاشي طور تي مضبوط ۽ پائيدار زندگي گذارڻ جا پورا پورا موقعا مهيا ڪيا آهن. سيد جلال الدين عمري لکن ٿا:

شريعت جي حدن ۾ رهندي اسلام عورت ۽ مرد کي مالي ميدان ۾ ڪوشش ڪرڻ جي اجازت ڏئي ٿو ۽ انهن جي محنت جي صلي کي انهن جو جائز حق تسليم ڪري ٿو. جنهن تي قانوني طور ڪوبه شخص قبضو نٿو ڪري سگهي ايسٽائين جو مڙس به زال جي مال مان خرچ ڪرڻ جو مجاز ناهي.“ (1)

اسلام عورتن کي هيٺ بيان ڪيل مالي حق ڏئي ٿو جنهن جي بنياد تي هو هڪ ازاد خود مختيار حيثيت سان مردن جي معاشي دٻاءُ کان محفوظ زندگي گذاري سگهي ٿي ”مردن کي پنهنجي ڪمائي جو حصو اهي ۽ عورتن کي پنهنجي ڪمائي جو حصو اهي (هني) الله کان فضل طلب ڪريو“ (2) اسلام عورت کي تمام گهڻا حق عطا